بسم اللہ الرحمن الرحیم

درمیان سے کمیٹی چھوڑنے والے پر جرمانہ ڈالنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کمیٹی کے افراد میں سے کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے درمیان سے کمیٹی چھوڑنا چاہے، تو کیا کمیٹی چھوڑنے پر اسے جرمانہ لگا سکتے ہیں؟ نیز اس کی جمع شدہ رقم واپس کرنے میں کچھ رقم کی کٹوتی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تاکہ کوئی بھی شخص کمیٹی نہ چھوڑے اور ہمیں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس بارے میں رہنمائی فرما دیں۔

جواب

کمیٹی چھوڑنے والے فرد سے جرمانہ وصول کرنا یا اس کی جمع شدہ رقم سے کٹوتی کرنا شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عمل **تعزیر بالمال** یعنی مالی جرمانے کے زُمرے میں آتا ہے۔ ابتدائے اسلام میں مالی جرمانے کی اجازت دی گئی تھی، لیکن بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا۔ شریعت کا واضح اصول یہ ہے کہ کسی منسوخ حکم پر عمل کرنا، جائز نہیں۔

علاوہ ازیں، اس طریقے سے کسی فرد کا مال حاصل کرنا دراصل باطل اور ناحق طریقے سے مال ہتھیانے کے مترادف ہے، جس کی قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں شدید مذمت کی گئی ہے، لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے خلافِ شرع کاموں سے اجتناب کریں۔

مالی جرمانے کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 911ھ/1505ء) لکھتے ہیں: "کان فی صدر الاسلام تقع العقوبات فی الأموال ثم نسخ" ترجمہ: ابتدائے اسلام میں مالی سزائیں دی جاتی تھیں، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (شرح نسائی، کتاب الزکوۃ، عقوبۃ مانع الزکوۃ، جلد 8، صفحہ 32، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

ردالمحتار میں ہے: "وفی شرح الآثار للامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ" ترجمہ: امام طحاوی علیہ الرحمۃ کی شرح معانی الآثار میں ہے: تعزیر بالمال کا حکم اسلام کے ابتداء میں تھا، پھر منسوخ کر دیا گیا۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، جلد 6، صفحہ 98، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت، شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "جرم کی تعزیر مالی جائز نہیں کہ منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 19، صفحہ 506، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اور کسی کا مال ناحق طریقے سے لینے کے متعلق قرآن پاک میں ہے: (وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ) ترجمہ کنزالعرفان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (پارہ 2، سورۃ البقرۃ، آیت 188)

اس آیت کے تحت امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 671ھ/1273ء) لکھتے ہیں:

"الخطاب بهذہ الایة یتضمن جمیع أُمةِ محمد صلی اللہ علیه وسلم والمعنی: لا یاکل بعضکم مال اخیه بغیر حق، فیدخل فی

هذا:القمار والخداع والغصوب وجحد الحقوق **وما لا تطیب به نفس مالكه"** ترجمہ: اس آیت میں خطاب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اُمت کو شامل ہے اور معنی یہ ہے کہ: تم میں سے کوئی بھی دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھائے، اس آیت کے عموم میں جُوا، دھوکے سے کوئی چیز لینا، غصب (چیز چھین لینا)، کسی کا حق دینے سے انکار کرکے اس کا حق دبا لینا، جس چیز کے دینے پر مالک راضی نہ ہو، اسے لے لینا (وغیرہ سب شامل ہے)۔ (تفسیر القرطبی، جلد2، صفحہ338، مطبوعہ دار الکتب، القاھرۃ)

سنن دار قطنی کی حدیثِ پاک میں ہے: "لا یحل مال امرء مسلم الا عن طیب نفس" ترجمہ: کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں ہے۔ (سنن الدار قطنی، جلد3، صفحہ424، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں: "لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی" ترجمہ: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی سببِ شرعی کے کسی کا مال لے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، جلد6، صفحہ98، مطبوعہ کوئٹہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو الفیضان عرفان احمد مدنی

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Fsd-9183

تاریخ اجراء: 23 جمادی الاولیٰ 1446ھ/26 نومبر 2024ء